مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ

دہشت گردی عوامل اور اس کا حل

معزز ممبران پارلیمنٹ کیلئے ایک اہم لمحہ فکریہ

دہشت گردی کیا ہے ؟ :- فوجداری حوادثات میں قانون کو ہاتھ میں لینا اسلامی نقطہ نگاہ سے دھشت گردی ہے کیونکہ (۱) اسلام اس بات کو پسند کرتا ہے کہ مسلمان اپنے تنازعات کو حتی الوسع حکم اور پنچائیت کے ذریعے طے کیا کریں ۔ سیدنافاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عام اعلان فرمادیا تھا کہ لوگو! تم اپنے تنازعات آپس میں طے کرلیا کرو ، کیونکہ عدالت میں جانے سے دلوں میں کدورت پیدا ہوجاتی ہے ۔ (معارف القرآن ، ج ۔۲ ، ص ۴۰۵) اور اس لئے حکم اور ثالث کا فیصلہ جب کہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے خلاف نہ ہو قاضی یعنی حکومت کے مجسٹریٹ اور جج کا حکم رکھتا ہے اور ازروئے شریعت فریقین پر اس کو تسلیم کرنا ضروری ہے ۔ اس کی باوجود حدود ور قصاص میں حکم اور ثالث کو فیصلہ کرنے کا اختیار شریعت نے نہیں دیا ۔ ایسے اہم معاملات میں حکومت کی طرف رجوع کرنا ضروری قرار دیا ہے جیسا کہ شامی ہدایہ وغیرہ کتب فقہ (۲) مرتد کو قتل کرنا ہی شریعت نے حکومت کا فریضہ قرار دیا ہے ، اگر عام شخص اسے قتل کردے تو حکومت کو اسے شرعی سزا دیناچاہئیے ۔ (شامی ، ج ۔۳ ، ص ۔ ۳۱۳) ۔ (۳) قومی ، لسانی ، سیاسی اور جماعتی فرقہ واریت کی بناء پر حق وناحق کی تحقیق کئے بغیر کسی کی طرف داری کرنے کو اسلام نے عصبیت جاہلیہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور جیسا کہ احادیث شریفہ میں مصرح ہے اور اس میں مرنا شرعا حرام ہے ۔ (۴) یہاں تک کہ مذہبی اختلافات کے باوجود اگر کسی اسلامی ملک کے غیر مسلم اور کافر شہری ذمی کو کسی مسلمان نے بلا حکم شرعی قتل کردیا تو مسلمان کو اسکے بدلے قتل کرنا حکومت کا شرعی فریضہ ہے ۔

اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر کے آزاد دینی مدارس میں یہی کتابیں پڑھائی جاتیں ہیں ، اس کی تدریس اور تبلیغ کی جاتی ہے جن میں مذکورہ بالا اقدامات دہشت گردی کی تعریف میں آتی ہیں ۔ اسکے باوجود اگر کرسی نشین صاحب اقتدار یا لسانی قومی صوبائی اور سیاسی فرقہ واریت کے مریض اپنا کیچڑ تھا کہ مذھب کے منہ پر ڈالتے ہوئے ان دینی مدارس پر کوئی تہمت اور افتراء کرتے ہیں تو

یہ ان کی نہیں بلکہ ڈنڈے یا حسد کی زبان ہے ۔ جس کا علاج فرشتہ موت کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے ۔ فالی اللہ المشتکی ۔

دہشت گرد کون ہے ؟ :- (الف) دہشت گرد ہماری وہ حکومتیں ہیں جو باوجود قدرت اور طاقت کے فوج کی پشت پناہی اور پولیس کی ہمنوائی کے باوصف دہشت گردوں کو شریعت کے مقرر کردہ سزاؤں سے پچاس سال سے گریز کررہی ہیں ۔ قرآن مجید سورۃ مائدہ آیت نمبر ۴۵ میں ہے " اور جو کوئی حکم نہ کرے اس کے موافق جو کہ اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ہیں ظالم " اور آیت نمبر ۴۷ میں " انہیں لوگوں کو فاسق ، اللہ کے نافرمان فرمایا گیا ہے " ۔ دہشت گرد ظالم اور فاسق یعنی اللہ کے قانون کی کھلی مخالفت کرنے والے فاجروں کا ہی دوسرا نام ہے ۔

(ب) دہشت گرد مغربی جمہوریت کے اس طریق انتخاب کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنے والے سیاسی لیڈر اور حکمران ہیں ، جس میں ہر دہشت گرد کو انتخاب میں حصہ لینے اور ہر دہشت گرد کو رائے دینے یعنی ووٹ کا اہل قرار دینے کا حق دیا گیا ہے جو پچیس سالہ اور اکیس سالہ پاکستانی ہو ایسی حکومت دوتہائی کیا سو فیصد اکثریت کی مالک ہو تو بھی ناممکن ہے کہ وہ دہشت گردون پر ہاتھ ڈالے ۔ انہوں نے کل انہیں دہشت گردوں سے ووٹ کی بھیک مانگی ہے اور پاکستانی تاریخ کا مسلسل تجربہ ان کو بتلا رہا ہے کہ پرسوں تھیں پھر انہی دہشت گردوں کے در پر جبین نیاز جھکانی ہے اور ووٹ مانگنا ہے ۔ جس دن بھی صحیح ثبوت کے بعد کسی امتیاز کے بغیر یہاں دہشت گردوں کو شرعی سزا دینے کا قانون نافذ ہوگا اور جس دن ہر دہشت گردوں کو یہاں ووٹ دینے کی اہلیت سے محروم کردیا جاوے گا اسی دن ملک دہشت گردوں سے پاک ہوجائے گا ۔ طالبان افغانستان کی مثالی حکومت آج بھی اس کی زندہ مثال اور شریعت اسلامیہ کی روشن صداقت کی واضح دلیل ہے ۔ اب بھی کوئی نہ سمجھے تو اسے اپنی ایمانی بصیرت کا علاج کرنا پڑے گا ۔

فی الجملہ :- ملک میں امن وامان قائم کرنا حکومت کا اسلامی اور اخلاقی فریضہ ہے چونکہ ہماری حکومتیں اس میں بالکل ناکام رہی ہیں اس لئے اب اپنا قصور مذہبی فرقہ واریت کے سر تھوپ رہی ہے ۔ اس کے لیے قرآن مجید کا فیصلہ یہ ہے جو کہ سورۃ طہ آیت نمبر ۶۱ میں مذکور ہے " کہ اور مراد کو نہیں پہنچا یعنی (ناکام ہوا) جس نے جھوٹ باندھا (افتراء کیا)

(۳) دہشت گردی کیسے ختم ہو ؟ :- اخبارات نے اس سلسلہ میں بعض وفاقی اور بعض صوبائی وزراء صاحبان کی کچھ تجویزیں شائع کی ہیں جن میں بعض تو بلامبالغہ ایسی ہیں کہ اگر

اخبار میں کسی ذمہ دار منتخب وزیر کا نام نہ دیا جاتا اور صرف تجویز آجاتی تو لوگ اسے دماغی ہسپتال کے کسی مریض کی بڑکہہ کر ٹال دیتے۔ اسلئے ان پر وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

موجودہ وزیر داخلہ کا بیان:- موجودہ وزیر داخلہ جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب کا بیان روزنامہ "خبریں" اسلام آباد بابت ۱۱ ستمبر ۱۹۹۷ء کے صفحہ اول کے آخر میں چھپا ہے اسکی سرخیوں کی تیسری اور چوتھی سطر میں ہے۔" مدرسوں کو کنٹرول کرنے کیلئے وزارت تعلیم کی طرف سے ایک بل پارلیمنٹ میں لایا جارہا ہے انکی رجسٹریشن کی جائے گی۔ کسی کو کافر کہنا بھی انسداد دہشت گردی ایکٹ میں شامل ہے کسی کو کافر قرار دینے والے کی پکڑ ہوگی اورانہیں سزا دے جاوے گی"۔ اس بل اور مجوزہ ایکٹ پر ہم پارلیمنٹ کے ان معزز مسلمان ممبروں کو جو محاسبہ آخرت پر پورا ایمان رکھتے ہیں خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عقل وشعور کا واسطہ دیکر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی درخواست کرتے ہیں کہ۔(۱) کیا آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ دینی مدارس کی ذمہ داری یہی ہے کہ وہ عامۃ المسلمین کو یہ بتاتے رہیں کہ یہ کام جائز ہے اور یہ ناجائز، اسلام کے مطابق یہ حلال ہے اور یہ حرام۔ اس قول وعمل سے مسلمان اللہ تعالیٰ کا مقبول اور محبوب بندہ بن جاتا ہے اور اس قول وعمل سے وہ فاجر فاسق اور اللہ تعالیٰ کا مبغوض ہوجاتا ہے۔ اس قول اور عمل سے کافر مسلمان ہوجاتا اور اس قول وعمل سے مسلمان، کافر اور مرتد ہوجاتا ہے۔ یہ ذمہ داری ان کی صرف اخلاقی نہیں بنص قرآنی علماء کا یہ فریضہ ہے۔ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۸۷ میں فرمایا گیا ہے " اور جب اللہ نے عہد لیا کتاب والوں سے کہ اس کو بیان کیا کروگے لوگوں سے اور نہ چھپاؤ گے" اور مشکوۃ شریف میں آنحضرتؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے "کہ جس عالم سے کسی دینی حکم سے متعلق پوچھا گیا اور اس نے اس کو چھپا لیا اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام دی جائے گی" (۲) اور یہ بھی آپ کو ضرور معلوم ہوگا کہ اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر کے دینی مدارس میں تفسیر حدیث اور آئمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم کی تحقیقات پر مشتمل یعنی فقہ کی جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں ان میں نماز، روزہ، زکوۃ، حج، بیع، شراء، ربوا، نکاح وطلاق، مزارعت اور مضاربت، اجارہ مزدوری اور ملازمت کی طرح ایمانیات اور عقائد کی تمام تفصیلات میں موجود ہیں اور ان کا پڑھنا پڑھانا اور بتلانا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے جتنا اعمال سے متعلق احکام کا کیونکہ تمام اعمال کی بنیاد صحت عقیدہ ہے۔ تو اس بل اور ایکٹ کے مطابق کیا ان سب کو کتابوں کو دریا برد کردیا جائے گا اور اگر یہ کتابیں خلاف قانون اور مستوجب سزا ہیں تو دینی مدارس کی وجہ جواز ہی کیا رہ جاتی ہے۔ زبان جلائی کئے قطع ہاتھ پہنچوں

سے یہ بندوبست ہوئے ہیں۔ میری دعا کیلئے پھر نمبر ۳ آپ حضرات جو معزز ملک کے ذمہ دار ممبر ہیں، ان کو یہ بھی سوچنا چاہئیے کہ اگر کسی کو کافر کہنا موجب سزا ہے تو پھر قرآن مجید کی سورۃ مائدہ آیت نمبر ۱۷ میں جو یہ فرمایا گیا ہے "کہ بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے" اور اسی سورۃ کی آیت نمبر ۷۳ جس میں ارشاد ہے یہ "یہ کہ بیشک کافر ہوئے جنہوں نے اللہ تین میں کا ایک ہے کیا اس قسم کی آیات کا ترجمہ سنانا قابل سزا ہوگا، کیونکہ اس میں ایک فرقہ نصاریٰ کو کافر کہا گیا ہے اور سورۃ بینہ آیت نمبر ۶ میں جس میں فرمایا گیا ہے "جو لوگ کافر ہیں چاہے اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ میں) اور چاہے مشرک ہیں وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ لوگ ہیں سب مخلوق سے بدتر"۔ اب یہ کسی کو کافر کہنا تو یہود نصاریٰ، سکھ، ہندو، ذکری فرقہ وغیرہ وغیرہ سب کو شامل ہے تو کیا ان سب میں سے کسی کو کافر کہنا اس ایکٹ کے رو سے مستوجب سزا نہ ہوگا۔ اگر کہو کہ مدعی اسلام فرقہ کو کافر کہنا مراد ہے تو کہے کہ کیا فرقہ مرتدہ قادیانیہ، مرزائیہ مدعی اسلام نہیں اور کیا آپ ہی کے ملک کی منتخب اسمبلی نے اسے بالاتفاق کافر قرار نہیں دیا؟ اور کیا پھر اس کے بعد مسلسل یکے بعد دیگرے کئی منتخب اسمبلیوں نے اس فیصلہ کو برقرار نہیں رکھا منتخب اسمبلیوں کے فیصلوں کو تو کفار ہی تسلیم کر رہے ہیں۔

قرآن کریم کا بھی واضح الفاظ میں یہ فیصلہ ہے کہ ہر مدعی اسلام مسلمان نہیں ہوتا۔ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۸ میں ہے "اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور وہ ہرگز مومن (مسلمان) نہیں ہیں"۔ تفسیر روح المعانی سے معارف القرآن میں نقل کیا گیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی فرقہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور نماز کی پابندی کرے اور زکوۃ ادا کرے، رمضان شریف کے روزے رکھے، بیت اللہ شریف کا حج کرے مگر پھر بھی ایسے کام جو حضور اکرمؐ سے ثابت ہو، اس کے ماننے سے دل میں تنگی محسوس کرے تو وہ فرقہ مشرکین میں سے ہے۔ بہر حال اس قسم کے بل اور ایکٹ کا ارادہ کرنا بھی مضحکہ خیز ہے اس سے دہشت گردی تو کیا ختم ہوگی مسائل در مسائل پیدا ہونگے۔ یہ مذہب میں مداخلت ہے جس کی انگریز جابر اور کافر حکومت کو بھی جرات نہیں ہوئی۔ "تمھیں شوق ہے تو اللہ کی دین کا مقابلہ کرکے دیکھو لو" سورۃ شعراء کے آخری آیت میں ہے بہت جلد ہے کہ معلوم کرلیں گے ظالم کہ کس کروٹ الٹتے ہیں۔

کافر کافر کے نعروں اور کافر کہنے یا کافر بتلانے میں بڑا فرق ہے:- کیا ہمارے دانشور اتنا بھی نہیں جانتے کہ کسی فرقہ کا نام لیکر کافر کافر کے نعرے لگانے اور کسی فرقہ کو جو بنیادی عقائد میں

اسلام سے مختلف ہوکر کافر بتلانے میں کھلا، ظاہر اور بین فرق ہے۔ کافر کو کافر کہنا یا اس کا غلط عقائد کی وجہ سے کافر بتلانا مذہبی فریضہ ہے اور بلا ضرورت شدیدا کافر کافر کے نعرے لگانا جھگڑا کرنے، لڑنے اور فساد کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ جہاں تک اپنے معلومات کا تعلق ہے ملی یکجہتی کی تشکیل کے وقت ان نعروں کے متعلق خود سپاہ صحابہ نے بھی اسے قابل غور سمجھا تھا کیونکہ نعرہ لگانے کی جو ضرورت تھی وہ پوری ہوگئی، جو چور اپنے ایک مسئلہ کی چادر میں چھپے ہوئے تھے بڑی حد تک کراچی سے لے کر ملک کے ہر جانب آخری حدود تک جان کے نذرانے پیش کرتے ہوئے اللہ کے پیاروں نے خوابیدہ امت کو جگادیا تھا۔ آزان دی گئی لاوڈ اسپیکر میں ہوئی محلہ اور شہر کے ہر نمازی کو نماز کی اطلاع پہنچ گئی اب اس وقت میں دوبارہ سہ بارہ اذان کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ اب موجودہ حالات میں اس حکم شریعت پر عمل کرنے کی بڑی گنجائش نکل سکتی ہے "کہ اللہ کو آہستہ پکارو تمھارا رب نہ تو غائب ہے اور نہ دور ہے اور نہ ہی بہرا"۔ لیکن خود اللہ کے نام لینے یا اللہ کریم کے احکام بتلانے پر پابندی لگانا کسی مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا۔

ماہنامہ "الخیر" ملتان کی نہایت ہی معقول اور قابل عمل تجویز:۔

اس تجویز کا خلاصہ یہ چار نکاتی پروگرام ہیں۔

(۱) ایسی تمام تقریروں اور تحریروں کو خلاف قانون قرار دیا جائے جن میں سرور کائنات احمد مجتبی حضرت محمدؐ کے اہل بیت امہات المؤمنین اولاد اطہار اور آپ کے جانثار صحابہ کرام علیہم الرضوان بالخصوص خلفاء راشدین صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کی گئی ہو معاذاللہ خاک دہن بردشمن انہیں کافر یا مرتد وغیرہ کہنے کی بکواس کی گئی ہے یا کی جاوے۔ (۲) ہر قسم کے مذہبی جلوسوں پر پابندی عائد کی جاوے۔ (۳) ہر فرقہ کو ان کے مذہبی رسومات و تقاریر چار دیواری کے اندر کرنے کا پابند کیا جاوے۔ لاوڈ سپیکر کی آواز باہر تک پہنچانے پر سخت پابندی ہو۔ (۴) ایران سے آنے والے لٹریچر پر پابندی لگائے جاوے کہ اس میں اکابر امت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان پر رکیک حملے پائے جاتے ہیں۔

تجویز انتہائی سنجیدہ معقول اور قابل عمل ہے اس پر اگر پوری ایمانداری سے عمل کیا جائے تو مذہبی فرقہ واریت کے غلط نتائج یعنی لڑائی اور جھگڑے بھی ختم ہوسکتے ہیں اور حکومت بھی مزید پریشان کن مسائل سے ایک حد تک بچ سکتی ہے، لیکن اس پر صحیح عمل کرنے کیلئے صرف مادی اور عددی طاقت کافی نہیں ہے ایمانی جرات کی بھی انتہائی ضرورت ہے۔

گر عصائے لاالہ داری بدست ہر طلسم خوف راخو رہی شکست

تحریک عمل برائے نفاذ شریعت اسلامیہ پاکستان کے خدام اس تجویز کی دل کی گہرائیوں سے تائید و تحسین کرتے ہیں اس کی قبولیت عنداللہ اور مقبولیت عندالناس کی دعا کے ساتھ ساتھ ادارہ الخیر سے پرزور استدعا کرتے ہیں کہ وہ اپنی اس تجویز کو بمعہ ضروری تمہید اور تدلیل کے قومی اسمبلی کے ایک ایک ممبر تک پہنچا دینے کی ضرور کوشش فرما کر اپنا مذہبی اور شرعی فریضہ ادا فرماویں۔ یاد ہوگا کہ اس مخصوص فرقہ نے صحابہ کرامؓ پر ناروا قدح پر مشتمل ایک کتابچہ اسمبلی کے ہر ہر ممبر کو پہنچا دیا تھا جس کے جواب میں علامہ خالد محمود صاحب نے "معیار صحابیت" تصنیف فرمادی واللہ اعلم کہ ہر ہر ممبر تک پہنچانے کا انتظام بھی کسی ادارہ نے کرلیا تھا یا نہیں؟۔ تحریک عمل کے پاس ہر قسم کے وسائل ہوتے تو اپنی اس ٹوٹی پھوٹی تحریر کو ضرور ہر ہر ممبر تک پہنچا دینے کا ضرور انتظام کرتی۔ والامر بید اللہ تبارک وتعالیٰ۔

الخیر کا جاندار چیلنج:۔ الخیر کے اس تحدی اور چیلنج میں بھی کافی وزن ہے کہ دھونس اور دھاندلی کی بجائے وزراء صاحبان عدالت کا دروازہ کیوں نہیں کھٹکھٹاتے کہ ٹکے کے مولوی بلاوجہ ہمیں کیوں کافر کہتے ہیں ان کو روکا جائے۔ الخیر بابت ستمبر ۱۹۹۷ء واقعی عجیب بات ہے کہ ذمہ دار اور منتخب وزراء صاحبان اخبارات پھانسی دینے اور سر کچل دینے کی دھمکیاں تو دیتے رہے ہیں ملک کی بڑی عدالت سپریم کورٹ کی شرعی بنچ جسکے ارکین خود آج کی طاقتور حکومت کے منظور کردہ ہیں انکی طرف کیوں رجوع نہیں کرتے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوکر مسئلہ ہی ختم ہوجائے۔ ملک کے کونے کونے میں خدام اہلسنت تنظیم اہلسنت سپاہ صحابہؓ، سواد اعظم کراچی، اہلسنت پنڈی کے قائدین کو آزما کر دیکھ لیں تاکہ نہ صرف ملک کے کروڑوں مسلمانوں بلکہ پورے اسلام کے عوام کو معلوم ہوجاوے کہ دلائل کے میدان میں کون جیتا اور کون ہارا۔ رہا وزارت کا ڈنڈا تو اس پر اتنی یاد دہانی کافی ہے کہ

؎ وزارتوں کے مقدر پہ ناچنے والوں ۔۔۔ وزارتوں کا مقدر بدلتا رہتا ہے